آہنگِ حجاز

پنڈت بال مکند عرش ملسیانی

کتابت :۔ ہمّت رائے مسافر

طباعت :۔ محبوب المطابع دہلی

آہنگِ حجاز

پنڈت بال مکند عرش ملسیانی

ناشر

مرکزِ تصنیف و تالیف نکودر (پنجاب)

ہدیہ:۔ فی جلد۔ ایک روپیہ
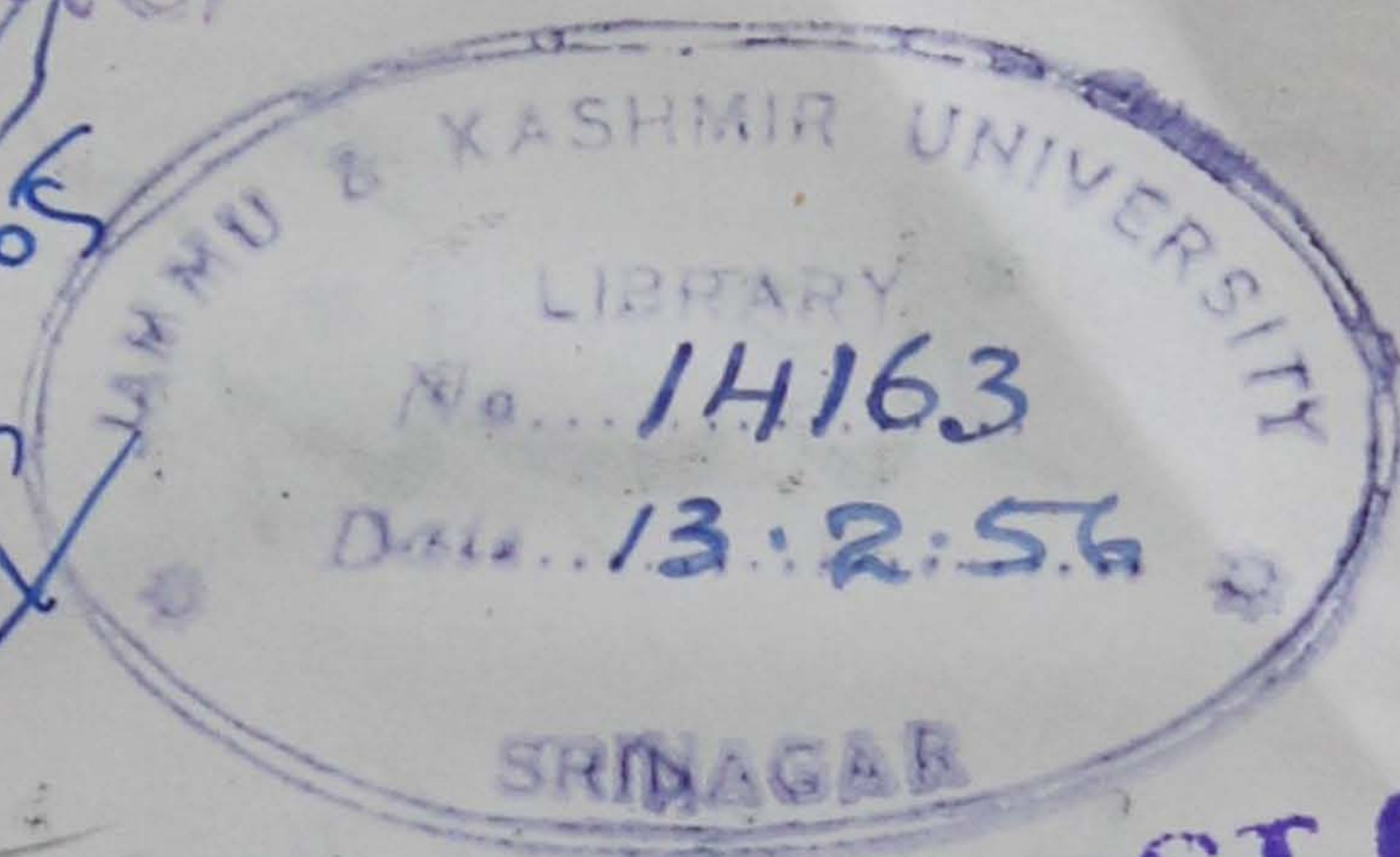
حسنِ یوسف، دمِ عیسےٰ، یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پیش لفظ

مولانا عبدالماجد دریابادی

آفتاب کو آفتاب کہہ کر اگر آپ نے پُکارا، اور آفتاب کو آفتاب مان لیا تو یہ آپ کا احسان آفتاب پر کیا ہُوا؟ یہ ثبوت تو صرف اس کا ہُوا کہ آپ کی بصارت، چشم بد دُور صحیح و سالم ہے ؎

مادحِ خورشید مدّاح خود ست
کیں دو چشمم روشن و نامُرمد ست

پیمبر کے جوہر پیمبری کو اگر آپ نے پہچان لیا اور جوش میں آکر نعرۂ نعت بلند کر دیا تو یہ ثبوت صرف اس کا ہُوا کہ آپ کی بصیرت ماشاءاللہ درست و بے عیب ہے، اور آپ کا حاسۂ باطنی زندہ و بیدار۔

اب اگر آپ کی پیدائش اتفاق سے مُسلم گھرانے میں ہُوئی اور آنکھیں کھولتے ہی

آپ نے ماحول یہی پایا، جب تو کہنا چاہیئے کہ آپ کو یہ دولت بغیر کسی طلب و کاوش کے گھر بیٹھے گویا ورثے ہی میں مل گئی۔ لیکن بات تو جب ہے کہ آپ کو ماحول شروع سے سراسر غیریت کا ملے اور پھر آپ کو آپ کا صدقِ طلب اور ذوقِ صحیح اس منزل تک پہنچا دے! اس صورت میں قسم کھانا چاہیئے آپ کی ہمّت و جوانمردی اور اس سے بھی بڑھ کر آپ کی خوش نصیبی اور فلاح یابی کی —— اس کتابچۂ نعت کے مصنّف کا شمار کچھ ایسے ہی ہمّت وروں، جوانمردوں اور خوش نصیبوں میں ہے۔

اپنی ذاتی و شخصی حیثیت سے وُہ جس مرتبہ پر پہنچ رہے ہیں اُس کا ظہور تو آج نہیں کل ان شاء اللہ پُوری طرح اُن کی اور سب کی نظر میں آجائے گا۔ باقی قومی و اجتماعی حیثیت سے بھی وُہ اس وقت کتنی بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں —— ملک کی دو بڑی قوموں، ایک پُل، ایک برزخ، ایک حرف ربط کا کام دے رہے ہیں، دو بڑی تہذیبوں، دو بڑے مذہبوں کے درمیان! وہی خدمت، جو ماضیٔ قریب میں اس ملک و وطن کی دو اور محترم ہستیاں انجام دے چکی ہیں: ایک مسز نائیڈو، دوسرے مہاراجہ یمین السلطنۃ سرکشن پرشاد شادؔ۔

کتابچۂ نعت کل گیارہ غزلوں کا مجموعہ ہے لیکن کاغذ کے طول و عرض سے قطع نظر کرکے اگر اخلاص، معنویت کے عمق کو نگاہ میں رکھیئے تو یہ دوسروں کے گیارہ گنی ضخامت کے کلام پر بھاری ہے، اور پُرانی کہاوت "ہرچہ بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر" کی ایک تازہ تصدیق! آپ 'قامت' کو دیکھیئے کیوں، بس 'قیمت' ہی کو نظر میں رکھیئے ——

نعت گوئی میں حدود کو قائم رکھنا پیدائشی مسلمانوں کے لئے بھی آسان نہیں، چہ جائیکہ باہر والوں کے لئے ۔ عرش صاحب قابل تہنیت و تبریک ہیں کہ ان کے قلم کا مسافر اس وادی کو بڑی حد تک سبک خرامی کے ساتھ طے کر گیا ہے۔

اس قسم کے ۔۔۔ کلام کے ساتھ معاملہ اگر بے ساختہ داد و تحسین کا نہ کیا جائے، تو آخر اور کیا کیا جائے ؎

رخِ مصطفیٰ کا جمال اللہ اللہ زباں کا وہ حسنِ مقال اللہ اللہ
نگاہوں پہ جادو، دلوں پر تسلّط جمال اللہ اللہ جلال اللہ اللہ
جہاں کے لئے مژدۂ عیدِ عرفاں عرب کے فلک کا ہلال اللہ اللہ
اُتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے نبوّت کا اَوجِ کمال اللہ اللہ

حاملِ جلوۂ ازل پیکرِ نورِ ذات تُو شانِ پیمبری سے ہے سرورِ کائنات تُو
شانِ بشر کا منتہا خالقِ دہر کا حبیب مردِ خدا پرست کا آئینۂ حیات تُو
قلب و نظر کے راز سب دہر پہ منکشف ہوئے روحِ جہانِ راز تُو، جانِ مکاشفات تُو

اور یقین رکھئے کہ ایسے شعر صرف یہی چند نہیں۔

رہے اس قسم کے مصرعے کہ ع

ہے جبریل در کا غلام اللہ اللہ

جو کہیں اتفاق ہی سے آ گئے ہیں تو ان پر اگر نقد و گرفت شروع ہو جائے، تو

سلف سے اب تک بڑے بڑے نامور نعت گو شاعر، کیا فارسی کے اور کیا اردو کے، مجرموں ہی کے کٹہرے میں کھڑے نظر آئیں گے ——— پھر شاعری آخر شاعری ہے۔ کتاب العقائد تو بہرحال نہیں۔

نعت گو ہندو قوم میں بھی "اچھے اچھے" پیدا ہو چکے ہیں۔ عرش صاحب انھیں میں ایک "اچھے" نہیں بلکہ مسلموں اور غیر مسلموں کو ملا کر بھی جو مختصر فہرست منتخب نعت گو شعراء کی تیار کی جائے گی، یقین ہے کہ ذوقِ سلیم اس میں بھی ایک جگہ ان کے لئے مخصوص رکھے گا۔ اور ابھی تو ابتدا ہے۔ اِن شاء اللہ یہ کتابچہ آئندہ ایڈیشنوں میں بڑھتے بڑھتے ایک کتاب کی صورت اختیار کرے گا۔

دریاباد (بارہ بنکی)

عبدالماجد

۱۳ر جولائی ۱۹۵۳ء

حاملِ جلوۂ ازل پیکرِ نورِ ذات تُو

شانِ پیمبری سے ہے سرورِ کائنات تُو

فیضِ عمیم سے ترے قلب و نظر کی وسعتیں

مومنِ حق پرست کا حوصلۂ نجات تُو

تیرے عمل کے درس سے گرم ہے خونِ ہر بشر

حُسنِ نمودِ زندگی، رنگِ رُخِ حیات تُو

عقدہ کشائے این و آں نور فزائے ہر مکاں

قبلۂ اہلِ دل ہے تُو، رونقِ شش جہات تُو

شانِ بشر کا منتہا، خالقِ دہر کا حبیب

مردِ خدا پرست کا آئینۂ حیات تو

موردِ التفات ہم تیری نوازشات سے

ذاتِ خدائے پاک سے وقفِ نوازشات تو

قلب و نظر کے راز سب ہر پہ منکشف ہوئے

روحِ جہانِ راز تو جہانِ مکاشفات تو

کس کا ہے ظرف یوں لٹائے شوق کا گنج شائگاں

کھول کے ہم پہ رکھ گیا قلب کے واردات تو

مدح سرائے مصطفےٰ ہے تو عمل بھی چاہیئے

عرشؔ جو ہو سکے تو ہو عزم میں پُر ثبات تو

زمانے بھر میں مسلّم پیمبری ہے تری

جو نقشِ قلبِ جہاں ہے وہ برتری ہے تری

ترا گدا ہوں غرض کیا ہے بادشاہوں سے

مجھے شہی سے بھی افضل گداگری ہے تری

میں تیرا بندہ یہ اندازِ بندگی ہے مرا

تو کائنات کا سرور یہ سروری ہے تری

مقامِ منزلِ مقصود مل ہی جائے گا

شریکِ حالِ سفر میں جو رہبری ہے تری

کمالِ اوجِ بشر ہے تو تیری ذات میں ہے

بلند قیصر و خاقاں سے قیصری ہے تری

جسے دوام میسّر وہ تیری دارائی

نہیں زوال جسے وُہ سکندری ہے تری

ضیا سے تیری منوّر ہے معرفت کا فلک

ہمیشہ اوج پہ فرخندہ اختری ہے تری

بسیطِ فرش سے تا عرش تیری شان بلند

زمانے بھر میں مُسلّم پیمبری ہے تری

رُخِ مصطفےٰؐ کا جمال اللہ اللہ

زباں کا وہ حُسنِ مقال اللہ اللہ

نگاہوں پہ جادُو دِلوں پر تسلّط

جمال اللہ اللہ جلال اللہ اللہ

جہاں کے لئے مژدۂ عیدِ عرفاں

عرب کے فلک کا ہلال اللہ اللہ

جہاں ذکرِ احمدؐ سے لبریزِ مستی

سرورِ مئے وجد و حال اللہ اللہ

جہالت کی ظلمت ہر اک دل سے بھاگی

یہ تنویرِ شمعِ خیال اللہ اللہ

یہ نورِ ہدایت یہ تفسیرِ وحدت

عمل سے بھی افضل خیال اللہ اللہ

سزاوارِ فیضِ درِ مُصطفےٰ ہے

سوالی کا دستِ سوال اللہ اللہ

اُتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے

نبوّت کا اَوجِ کمال اللہ اللہ

اے جانِ حزیں چل دیکھ ذرا وہ روضۂ پاک مدینے میں
جس روضے کی تنویر سے ہے اِک نورِ جہاں کے سینے میں

تصویرِ محمدؐ صلِّ علیٰ تنویرِ نبیؐ سبحان اللہ
ہے عکسِ حقیقت جلوہ فگن ہر اِک دِل کے آئینے میں

دُنیا کی کشاکش میں اے دل یوُں راحتِ جنّت ملتی ہے
توحید کا نعرہ ہو لب پر تصویر نبیؐ کی سینے میں

دہلیز پہ اس کی سجدہ کر اور عمرِ ابد کا طالب ہو
مصروف ابد تک رہنے دے دُنیا کو مرنے جینے میں

توحید کی مے کا لطف اُٹھا ایمان کے جام و مینا سے

جب ساقی ساقیٔ کوثر ہو پھر عذر بھلا کیوں پینے میں

اس گیسوئے مشکیں سے پھیلی گلزارِ دُنیا میں خوشبو

اس چہرۂ زیبا کی ہے جھلک جو آب ہے اس آئینے میں

گرداب کہاں، طوفان کہاں جب حضرت خود ہیں کشتی باں

وُہ پار اُترا جو بیٹھ گیا توحید کے پاک سفینے میں

اے عرش درِ محبوبِ خدا ملجا ہے مقدّر والوں کا

کٹتے ہیں تصوّر میں اپنے گو صبح و شام مدینے میں

درِ محبوب پر سجدہ اگر اک بار ہو جائے

دلِ پُر آرزو سر چشمۂ انوار ہو جائے

تجلّی عام ہو اور وا درِ اسرار ہو جائے

جبینِ دل جو نقشِ آستانِ یار ہو جائے

کمالِ ضبط کی خاطر گوارا ہی نہیں مجھ کو

کہ حرفِ آرزو شرمندۂ اظہار ہو جائے

مری کشتی ہے میں ہوں اور گردابِ محبّت ہے

جو وُہ ہو ناخدا میرا تو بیڑا پار ہو جائے

زہے شانِ براہیمی کہ نمرودوں کی دُنیا میں

وُہ جس آتش کو بھی کہہ دے وُہی گلزار ہو جائے

جو وُہ چاہے تو مجھ کو اک نظر سے زندگی بخشے

جو وُہ چاہے تو بختِ خفتہ بھی بیدار ہو جائے

کرم اُس کا ہے یہ یا معجزہ میرے تصوّر کا

جہاں کر لوں میں بند آنکھیں وہیں دیدار ہو جائے

ترے پینے کو روزنہ آیا کرے گی عرشِ اعظم سے

مئے عشقِ محمدؐ سے جو تو سرشار ہو جائے

معطّر فضا مست ساری خدائی

صبا مشک افشاں مدینے سے آئی

غنیمت ہے قربِ نبی کی یہ صورت

وگرنہ کہاں ہم میں تابِ جدائی

یہ امّی پیمبر کا جوشِ فصاحت

بشر کی یہ شانِ حقیقت نمائی

وہی نورِ نور آفریں ہر جگہ ہے

عرب میں ہوئی جس کی جلوہ نمائی

اُمیدِ شفاعت پہ جیتا رہا ہوں

مری عمر بھر کی یہی ہے کمائی

چل اے عرشؔ ہو تو مدینے کا عازم

نہیں راس دُنیا کی ہنگامہ زائی

ہے جبریل در کا غلام اللہ اللہ

نبوّت کا یہ اہتمام اللہ اللہ

یہ شانِ فصاحت یہ آیاتِ مصحف

کلیم اللہ اللہ کلام اللہ اللہ

ہوئے نذرِ شاہِ جہانِ رسالت

یہ بخت درُود و سلام اللہ اللہ

لبِ مصطفیٰ پہ یہ اسرارِ وحدت

یہ بادہ یہ مینا یہ جام اللہ اللہ

نہ قول و عمل میں کوئی فرق مطلق

پیامی سراسر پیام اللہ اللہ

یہ ملّت کی شیرازہ بندی کا آئیں

یہ تنظیم دیں کا نظام اللہ اللہ

طوفانِ زندگی کا سہارا تمھیں تو ہو

دریائے معرفت کا کنارا تمھیں تو ہو

ہاں ہاں تمھیں تو ہو دلِ عالم کے دلنواز

دلدار و دل نشیں و دلآرا تمھیں تو ہو

دُنیا کے غم رُبا ہو زمانے کے دردمند

اُمّت کے دِل کے زخم کا چارا تمھیں تو ہو

لُطفِ خدائے پاک شفاعت کے ضمن میں

فیضِ عمیم کا وُہ اشارا تمھیں تو ہو

مِلتی ہے تم سے ان کی نگاہوں کو روشنی

دُنیا و دیں کی آنکھ کا تارا تمھیں تو ہو

تم پر ہمیشہ مطلعِ عالم کو ناز ہے

رہتا ہے اَوج پر جو ستارا تمھیں تو ہو

جاتی ہے عرش تک یہ تمھارے ہی فیض سے

میری دُعائے دل کا سہارا تمھیں تو ہو

کرم کیجیے مجھ پہ شاہِ مدینہ

کنارے پہ لگ جائے میرا سفینہ

تصوّر ہے بر حق تمھارا تصوّر

مری خاتمِ دل کا ہے یہ نگینہ

اُمیدِ شفاعت پہ دن کٹ رہے ہیں

وگرنہ کہاں مجھ میں کوئی قرینہ

ہوس مال و زر کی نہ پروائے دولت

تمھاری محبّت ہے دل کا خزینہ

مقامِ نجات اور اس کی بلندی

تمھارا سہارا مگر اس کا زینہ

مرے دل میں کیفِ جمالِ رسالت

خوشا یہ شراب اور یہ آبگینہ

یہی ماحصل عرش ہے زندگی کا

مرا سر ہے اور آستانِ مدینہ

کہہ دل کا حال شاہِ رسالت مآب سے

ہو بے نیاز ذکرِ عذاب و ثواب سے

دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو

کر اکتسابِ نور اسی آفتاب سے

ذکرِ نبی کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں

لایا ہوں ارمغاں یہ جہانِ خراب سے

سجدہ گزار ہو کے درِ مصطفےٰ پہ تو

ہو ملتجی کرم کا خدا کی جناب سے

کہتی ہے خلق مجھ کو گدا باقی ءنبی

اچّھا کوئی خطاب نہیں اس خطاب سے

کیفِ خیالِ شاہِ رسالت سے مست ہو

بڑھ کر کوئی شراب نہیں اس شراب سے

ہونا ہے عشقِ دولتِ دیں سے جو بہرہ ور

تُو بھی رجوع کر شہِ دیں کی جناب سے

زباں افسانۂ دل بود شب جائے کہ مَن بودم

نظر نظّارہ منزل بود شب جائے کہ من بودم

نہ محفل دیدم ونَے محفل آرائے دِگر دیدم

ہماں یک جانِ محفل بُود شب جائے کہ من بُودم

بدریا یم نہ بُودے حلقۂ گرداب وطوفانے

سکونِ ریگِ ساحل بود شب جائے کہ من بُودم

اُمیدِ راحتِ عقبےٰ فراغت از غمِ دُنیا

مراہر لطف حاصل بُود شب جائے کہ من بُودم

ہر آں نجمے کہ کسبِ نورُ کردے از نگارِ من

شبیہہِ ماہِ کامل بُود شب جائے کہ من بُودم

ملائک دست بستہ عرش و کرسی لُطف آمادہ

محمدؐ صدرِ محفل بود شب جائے کہ من بُودم

مرحبا سیّدِ مکّی مَدَنی العرَبی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت

بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

رحم فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی

(قدسی رح)